اسلام میں معاشی آزادی کا تصور اور اس کی حدود وقیود

* ڈاکٹر مفتی عبدالوہاب

سرمایہ دارانہ نظام اور اسی طرح سوشلزم میں انسان کو صرف مادی ذی روح تصور کیا گیا ہے، یعنی انسان گویا ان کے نزدیک روحانی، اخلاقی اور معنوی میلانات ورجحانات سے بالکل عاری ہے۔ چنانچہ ان مادی نظامہائے معیشت میں انہی معاشی سرگرمیوں کی اہمیت تسلیم کی جاتی ہے جن سے کوئی مادی فوائد حاصل ہوتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مادی فوائد مثلاً معنوی فوائد، افتخار، نیک نامی اور تعریف یا روحانی فوائد، اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول، آخرت کا اجر و ثواب اور جنت کی نعمتوں کی آرزو یا اخلاقی فوائد، غریبوں کی ہمدردی اور ظلم وغصب کا دفعیہ وغیرہ ان کے ہاں معاشی بحث سے خارج ہیں۔ (۱)

مزید براں ان نظامہائے معیشت میں اصل اہمیت مادی افادیت کی ہے اگر لوگ شراب، حشیش اور مخرب اخلاق اشیاء میں رغبت رکھتے ہیں تو یہ ان کی معاشی حاجت ہے اور جو کارخانہ داران اشیاء کی تیاری میں لگے وہ ایک اقتصادی خدمت انجام دیتا ہے۔ جب کہ اسلام کے نزدیک معاشی سرگرمیوں کے وہی مادی فوائد قابل التفات ہیں جن سے روحانی، معنوی اور اخلاقی منفعت پر زد نہ پڑتی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل مختصر سی آیت میں یہ سارا فلسفہ بیان فرمادیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَابْتَغِ فِيمَا اٰتَاکَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَکَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (۲)

"اور جو کچھ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے کما لے پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دُنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی تجھ سے اور مت چاہ خرابی ڈالنا ملک میں، اللہ تعالیٰ

* لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج، بٹگرام۔

کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے۔''

ابن الحاج! المالکی (المتوفی ۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

''اسلام کے نزدیک تجارت اور معاشی سرگرمیوں سے بنیادی مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کو سہولت میسر آئے اور بوڑھوں، فقراء اور بچوں کو ان کی ضرورت کی اشیاء میں مدد وتعاون ہو'' (۳)

اسلام میں معاشی آزادی سے مراد وہ نہیں جو سرمایہ دارانہ نظام میں ہے کہ اقتصاد جاری کے مجموعی اور تفصیلی نظام میں حکومت کوئی مداخلت نہ کرے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام طلب ورسد کی قوتوں کو تسلیم کرتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ ان دونوں قوتوں کو مصنوعی گرفت میں لانے والے اسباب کا سدِ باب کر کے ان کو بالکلیہ آزاد چھوڑ دیا جائے تاکہ معاشی سرگرمیوں میں صحت مند مسابقت کی فضا قائم ہو۔لیکن اگر اس آزادی سے غلط فائدہ اُٹھا کر معاشی سرگرمیاں اجتماعی توازن کو بگاڑنے یا معاشرتی بہبود کے خلاف عمل کرتے ہوئے پائی گئیں تو اسلام حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ مداخلت انداز ہو کر اس قسم کی معاشی سرگرمیوں کی روک تھام کرے گو کہ وہ سوشلزم کی طرح ذاتی ملکیت کی نفی بھی نہیں کرتا۔ (۴)

چنانچہ اسلام معاشی آزادی کا اقرار یوں کرتا ہے کہ عقد کو وجود میں لانے، عمل کرنے، پیداوار حاصل کرنے اور اپنی ملکیت میں تصرف کرنے کے میدان میں اسلام فرد کے آزاد ارادے کا احترام کرتا ہے بشرطیکہ اس کا یہ ارادہ دوسروں کے ضرر کا سبب نہ بنے اور ان اصول ومبادی اور معاشی اقدار کی خلاف ورزی نہ کرے جن کو اسلام اہم سمجھتا ہے۔ (۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نہ تو معاشی آزادی کو بالکلیہ ختم کرتا ہے اور نہ ہی معاشی سرگرمیوں کو بے قید آزادی سے نوازتا ہے۔ بلکہ اس کا مؤقف جیسا کہ آغاز ہی سے اس کا مزاج ہے، اعتدال وتوازن کے ساتھ ممتاز ہے۔ اسلام معاشی سرگرمیوں پر جو پابندیاں عائد کرتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں:

① صرف اُن معاشی سرگرمیوں کی اجازت ہے جو اسلام کے احکام کی رُو سے حلال ہوں، حرام نہ ہوں۔

② ایسی معاشی سرگرمیوں کا سدِ باب کیا جائے جن کی وجہ سے معاشرے کی اجتماعی بہبود اور اقتصادی توازن میں بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

معاشی کاروبار میں حلال کی قید

پہلی قسم کی پابندیاں وہ ہیں جو کاروبار کی حلت وحرمت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس قسم کی پابندیوں کے لیے اصل قاعدہ یہ ہے کہ تمام معاشی سرگرمیوں کی آزادی ہے۔ اس لیے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے مگر صرف وہ معاشی سرگرمیاں ممنوع ہیں جن کی حرمت پر کوئی نص شرعی وارد ہے۔ وہ نصوص جو بعض معاشی سرگرمیوں کو حرام ٹھہراتی ہیں۔ ان نصوص کی نسبت بہت ہی قلیل ہیں جو حلال وجائز معاشی سرگرمیوں کی اجازت دیتی ہیں۔ بعض معاشی سرگرمیوں کی حرمت درج ذیل نصوص سے ثابت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۷)

''اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے ناحق اور تم کو معلوم ہے۔''

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ . اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾ (۸)

''خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے پورا بھر لیں۔ اور جب ماپ کر دیں ان کو یا تول کر تو گھٹا دیں۔ کیا خیال نہیں کرتے وہ لوگ کہ ان کو اُٹھنا ہے اس بڑے دن کے واسطے''

﴿ وَالَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (۹)

''جولوگ کھاتے ہیں سود نہیں اُٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن نے لپٹ کر''

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (۱۰)

''مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔''

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے بعض معاملات اور معاشی لین دین کو اپنی تعلیمات و ہدایات میں حرام قرار دیا ہے، چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث نمونہ کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا))(۱۱) ''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

یعنی دھوکہ دینا اور اشیاء فروخت میں ملاوٹ کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ یہ کام وہی شخص کرے گا جو روزِ جزاء کا یقین نہیں رکھتا۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك في بيعهما وان كتما وكذبا محقت بركة بيعهما))(۱۲) ''بائع و مشتری جب تک الگ نہ ہوجائیں تو ان کے لیے بیع کو رد و قبول کرنے کا اختیار ہے۔ اگر دونوں نے سچ بولا اور عیوب کو بیان کیا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائے گی اور اگر انہوں نے عیوب کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع میں جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا حرام ہے۔ چنانچہ جو بیع جھوٹ پر مشتمل ہو یا اس میں عیب کو چھپایا گیا ہو تو وہ حرام ہے۔ بیع میں ہر وہ چیز عیب تصور کی جاتی ہے جس سے کسی چیز کی مالیت میں کمی واقع ہوتی ہے اس کا مدار عرف و عادت پر ہے۔ (۱۳)

خطاب مالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۴۵ھ) فرماتے ہیں:

''گھٹیا مال کو اعلیٰ معیار کے مال کے ساتھ ملانا بھی عیب ہے اور حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ تاجروں کو اس کام سے روکے، اس کا ارتکاب کرنے والوں کو جسمانی سزا دے اور درے لگوائے۔''(۱۴)

امام ترمذی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۹ھ) نے علماء سے نقل کیا ہے کہ عیب چھپانا حرام ہے۔''(۱۵)

بائع کا مشتری سے سامانِ تجارت کا عیب مخفی رکھنا فقہاء کے ہاں تدلیس کہلاتا ہے(۱۶) اور مالکیہ اس کو تعزیر فعلی کہتے ہیں۔(۱۷) مثلاً پرانے کپڑے کو رنگ کرنا تا کہ وہ نیا لگے، تلوار کو صیقل کرنا تا کہ وہ خوبصورت معلوم ہو، یا غلام کے سفید بالوں کو سیاہ کرنا۔(۱۸)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے منقول ہے:

((نهی رسول اللهﷺ عن بيع الحصاة و عن بيع الغرر))(۱۹)''آنحضرتﷺ نے پتھر پھینکنے اور دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔''

بیع الحصاۃ (پتھر پھینکنے) کی بیع سے مراد یہ ہے کہ مشتری بائع سے کہہ دے میں پتھر پھینکوں گا یہ جس چیز کو لگ جائے وہ اتنی قیمت میں میری ہوگی یا زمین کا وہ حصہ میرا ہوگا جہاں تک یہ پتھر چلا جائے۔(۲۰)

بیع غرر سے مراد ایسی بیع ہے کہ جس کا ظاہر خوش نما اور باطن ناپسندیدہ ہو، مشتری اس کے ظاہر سے دھوکہ کھالیتا ہے جب کہ اس کا باطن مجہول ہوتا ہے۔(۲۱) بیع کی یہ دونوں قسمیں حرام ہیں اور یہی اصل ہے ہر اس بیع کی حرمت کی جس میں کسی قسم کا دھوکہ پایا جائے مثلاً ہوا میں پرندوں، پانی میں مچھلی اور جانور کے پیٹ میں بچے کا بیچنا وغیرہ۔(۲۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور روایت اس طرح مروی ہے:

((ان رسول اللّٰہ ﷺ نهى عن بيع الملامسة و المنابذة))(۲۳)

''آنحضرت ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا ہے۔''

زمانہ جاہلیت میں خرید وفروخت کا ایک طریقہ یہ تھا کہ جب بائع مشتری بیعہ کی قیمت لگاتے، نرخ طے کرتے تو اس دوران اگر اُن میں سے کوئی ایک دوسرے کے کپڑوں کو ہاتھ لگا تا تو بیع لازم ہو جاتی اور دوسرے کے لیے انکار کرنا ممکن نہ ہوتا اگر چہ وہ اس قیمت پر راضی نہ بھی ہوتا، اس کو بیع ملامسہ کہتے۔ اسی طرح ان کے ہاں ایک طریقہ یہ بھی رائج تھا کہ جب بائع ومشتری جب قیمت طے کرتے اور اس دوران بائع وہ شے مشتری کی طرف پھینک دیتا تو بیع لازم ہو جاتی اس کو منابذہ کہتے۔ (۲۴) بیع کی یہ دونوں قسمیں اسلام میں حرام ہیں۔ (۲۵)

مندرجہ بالا ان حرام معاشی سرگرمیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ طریقے ہیں کہ جن سے فطرتِ سلیمہ نفرت کرتی ہے۔ کیونکہ اس طرح کی معاشی سرگرمیاں یا تو رشوت پر مبنی ہوتی ہیں یا ان میں اپنے رسوخ وطاقت کا ناجائز فائدہ حاصل کیا جاتا ہے یا لوگوں کو دھوکہ اور فریب دینا ہوتا ہے یا لوگوں کے اموال کو باطل طریقوں سے ہتھیانا ہوتا ہے یا لوگوں کی ضرورت کی اشیاء میں من مانی ہوتی ہے اور یا ان کی حاجت وفقر سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ (۲۶)

اس قسم کی معاشی سرگرمیاں اسلام مندرجہ ذیل تین فوائد کے پیش نظر ناجائز ٹھہراتا ہے:

(ا) تا کہ لوگوں کے مابین اقتصادی اور معاشی تعلقات، بغض، عداوت، نفرت، ظلم اور دھوکے کی بجائے باہمی تعاون، رحم دلی، مہربانی، صداقت، امانت اور عدل کی بنیادوں پر قائم ہوں۔ (۲۷)

(ب) تا کہ لوگ مال کمانے اور اس کو ثمر آور بنانے کے لیے اپنی محنت صرف کرتے رہیں نہ کہ بغیر معاشی جدوجہد کے دوسروں کے استحصال سے اپنی تجوریاں بھرتے رہیں۔ (۲۸)

(ج) تا کہ معاشرے میں طبقاتی کشمکش کا سد باب ہو اور باوسیلہ طبقات کے پاس ڈھیروں ساری دولت جمع

ہونے کے دروازے بند کیے جائیں، اس لیے کہ حلال ذرائع سے جو نفع کمایا جاتا ہے وہ عموماً معقول اور معتدل ہوتا ہے۔ یہ بے شمار دولت کے خزانے اکثر حرام ذرائع آمدن کا نتیجہ ہوتے ہیں۔(۲۹)

بازار و منڈی کی تنظیم

دوسرے مقصد یعنی معاشرتی بہبود اور اقتصادی توازن کو حاصل کرنے کے لیے اسلام جو پابندیاں عائد کرتا ہے وہ بازار و منڈی کے نظم و ضبط اور اس کو عدل و انصاف پر قائم رکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسلام اس بات کو حقیقی اہمیت دیتا ہے کہ سامانِ تجارت کے لیے جو منڈی موجود ہے وہ سامان کے معیار اور اس کے مبنی بر عدل نرخ کے اعتبار سے آزاد ہو۔ اس حیثیت سے اسلام کچھ اخلاقی اور تشریعی ضوابط مقرر کرتا ہے تاکہ بازار و منڈی میں صحت مند مسابقت کار رجحان مضبوط ہو اور تجارت و صنعت ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔(۳۱)

اس قسم کے ضوابط و قوانین کو بطورِ مثال کے نہ کہ بطورِ حصر کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ موضوع متعدد قوانین کے متقاضی ہے کیونکہ معاملات کے قوانین مصالح کے حصول، مقاصد کے وجود، مفاسد کے ازالے اور مضار کے دفعیہ پر مبنی ہوتے ہیں، جب کہ شریعت اسلامی عدل کے قیام اور ظلم کے سد باب پر قائم ہے۔ چنانچہ ان قوانین کا اجمالی بیان حسب ذیل ہے۔

(i) سامانِ تجارت کی رسد یعنی اس کا بازار تک پہنچانا لازم ہے اور مالک کو یہ سہولت دینا کہ وہ اپنا سامان متعلقہ منڈی تک لے جائے اور وہاں پر اس کے نرخ کو جان سکے بایں طور کہ پیدا کار اور صارف کے درمیان واسطے کم ہوں اور بہت سارے ہاتھوں سے ہوتے ہوئے سامان پر زائد اخراجات کا بار صارف پر نہ پڑے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((لا تلقوا الركبان ولا يبيع حاضر لباد ، قال : قلتُ لا بن عباس رضی اللّٰه عنه ما قوله "لا يبيع حاضر لباد"؟ قال : لا يكون له سمسارا))(۳۲)

''رسد لانے والے قافلوں کا بازار سے باہر استقبال نہ کیا جائے اور نہ شہری دیہاتی کے لیے

بیچے۔ راوی کہتا ہے: میں نے ابن عباس ﷺ سے پوچھا شہری دیہاتی کے لیے نہ بیچے، سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔''

دلال درحقیقت وکیل بالبیع یا وکیل بالشراء ہوتا ہے اور وکالت کی یہ دونوں قسمیں جائز ہیں نیز دلالی اور اس کی اجرت و مزدوری کو اگرچہ فقہاء کرام نے تعامل و حاجت کی بنیاد پر جائز قرار دیا ہے۔(۳۳) لیکن جب کوئی شخص شہر و منڈی سے باہر جا کر مال تجارت لانے والے قافلے کے ساتھ ملے گا اور ساری رسد کو قبضہ کر لے گا تو اس سے عامة الناس کو ضرر لاحق ہوگا اور طلب و رسد کا توازن بگڑے گا اس لیے حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ موجودہ دور میں درآمد و برآمد کی تجارتوں میں دلالوں کے ذریعے سودے طے کیے جاتے ہیں جس سے ایک شے کا سودا بسا اوقات بیسیوں بار ہوتا ہے اور اس کی قیمت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

ثم ان احاديث النهي عن بيع الحاضر للبادي تدل على ان الاسلام يستحسن ان لا تكون بين البائع والمشتري وسائط او تكون قليلة جدا. فانه كلما كثرت الوسائط بين البائع والمشتري ازداد الثمن على المستهلكين، فما يسميه علماء الاقتصاد اليوم "الرجل المتوسط" مما لا يستحسنه الاسلام الا اذا اشتدت الحاجة اليه. فالسمسرة وان كانت جائزة ولكن الاكثار من الوسائط بين الصانع والمستهلك ممالا يشجع عليه السلام وانما يشجع على التقليل منها . (۳۴)

''بیع الحاضر للبادی'' سے نہی والی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اسلام چاہتا یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان واسطے نہ ہوں یا بہت ہی کم ہوں، اس لیے کہ جب بائع اور مشتری کے درمیان واسطے زیادہ ہو جائیں گے تو صارفین کے لیے قیمت زیادہ ہوتی جائے گی۔ آج کل جس کو معاشی ماہرین Middle Man کہتے ہیں اس کو اسلام بہتر نہیں سمجھتا مگر یہ کہ سخت ضرورت پیش آئے۔ پس دلالی گو کہ جائز ہے لیکن اسلام پیدا کار اور صارفین

کے درمیان واسطوں کی کثرت کی نہیں بلکہ ان کو کم کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔''

(ii) بازار اور منڈی کی تنظیم سے متعلق اسلام کا دوسرا اصول یہ ہے کہ سامان تجارت کو امانت وصداقت کے ساتھ فروخت کے لیے پیش کرنا واجب ہے مشتری سے زیادہ دام لینے کی غرض سے نمائشی طور پر نرخ بڑھانا حرام ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

((نهى رسول الله ﷺ عن النجش))(۳۵)

''آنحضرت ﷺ نے نجش سے منع فرمایا ہے۔''

نَجَش کا مطلب یہ ہے کہ جب بائع اور مشتری کسی چیز کی قیمت لگا رہے ہوں اور تیسرا شخص ویسے یا بائع کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے اس چیز کی قیمت مشتری کی پیش کش سے زیادہ بتائے، وہ اس کو خریدنا تو نہیں چاہتا البتہ مشتری کو جھوٹی رغبت دلا کر زیادہ دام دینے پر مائل کرتا ہے۔ چونکہ اس صورت میں نمائشی قیمت بڑھائی جاتی ہے جس سے بازار و منڈی کے معاملات میں امانت وصداقت مشکوک ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ حرام ہے۔(۳۶)

(iii) اس سلسلے میں تیسرا اصول یہ ہے کہ بازار و منڈی سے وزن، کیل اور ناپ کا درست انضباط ہوتا کہ خریداروں کو ان کے حقوق بے کم و کاست ملیں اور وہ وزن و مقدار کی کمی اور حق تلفی کے شکار نہ ہوں۔

جو تاجر اشیاء کی مقدار میں خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں اسلام میں ان کے لیے سخت تاکیدی اور تہدیدی احکامات موجود ہیں۔ انسانوں میں عام طور پر معاملات اور لین دین کا کاروبار دیانت کی بنیاد پر چلتا ہے۔ جہاں یہ دیانت ختم ہو جاتی ہے وہاں معاشرے میں عام انتشار اور فساد سرایت کر جاتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ شعیب علیہ السلام کی قوم کی سب سے بڑی خرابی جس کی وجہ سے دُنیا میں بڑا فساد پھیلا یہی تھی کہ وہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ یہ اتنی بڑی خرابی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَ هُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾(۳۷)

''سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان والے ہو۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَلاَ تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّى اَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَاِنِّى اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيْطٍ . وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلاَ تَبْخَسُوْا النَّاسَ اَشْيَاءَ هُمْ وَلاَ تَعْثَوْ فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴾ (۳۸)

''اور نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو، میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے اور اے قوم پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹاؤ لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین میں فساد۔''

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ناپ تول میں کمی ایک ایسی بڑی خیانت ہے کہ اس سے معاشرے میں عام فساد پھیلتا ہے۔ جب آدمی اپنا حق کم لینے کے لیے تیار نہیں ہوتا تو دوسروں کی اشیاء مقدار کے لحاظ سے گھٹانا کتنا بڑا اخلاقی دیوالیہ پن ہے۔ اس لیے اسلام بازار و منڈی کی تنظیم کے لیے وزن، کیل اور ناپ کے درست انضباط کو لازمی قرار دیتا ہے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت تعزیری سزائیں دیتا ہے۔

(iv) چوتھا اصول یہ ہے کہ تمام لوگوں کو آسانی کے ساتھ ان کا مطلوبہ سامان ملے اور ذخیرہ اندوزی کی تمام قسموں کا استیصال ہو۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والا اشیاء کی مصنوعی قلت پیدا کرتا ہے جس سے ان کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اسلام چونکہ مفادِ عامہ کو مفادِ خاصہ پر ترجیح دیتا ہے اس لیے اسلام میں ذخیرہ اندوزی کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((عن معمر بن عبد الله عن رسول ﷺ قال: لا يحتكر إلا خاطئ)) (۳۹)

''حضرت معمر بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ذخیرہ اندوزی گنہگار ہی کرتا ہے۔''

ایک دوسری حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو لعنتی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((عن عمر بن الخطاب ؓ قال قال : رسول اللہ ﷺ الجالب مرزوق والمحتکر ملعون))(۴۰)

''حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رسد بہم پہنچانے والے کو روزی ملتی ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔''

ایک اور روایت میں حضرت عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ:

((من احتکر علی المسلمین طعاماً ضربہ اللہ بالجذام والافلاس)) (۴۱)

''جس نے مسلمانوں سے غلہ واناج کی ذخیرہ اندوزی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر جذام اور تنگ دستی مسلط کر دے گا۔''

فقہاء کرام کے ہاں ذخیرہ اندوزی کی حرمت کے بارے میں دو طرح کا اختلاف ہے ایک یہ کہ ذخیرہ اندوزی کب حرام ہے اور دوسری یہ کہ کن اشیاء کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔ شوافع کے نزدیک گرانی کے وقت ذخیرہ اندوزی حرام ہے جیسا کہ ابن حجر الہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

''حرام ذخیرہ اندوزی وہ ہے کہ کوئی شخص گرانی کے وقت اشیاء خرید کر روکے رکھے تا کہ ان کو مزید مہنگا بیچے۔''(۴۲)

حنابلہ کے مذہب کو ابن قدامہ رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ) بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اگر کسی نے ارزانی وفروانی کے وقت کوئی چیز روکے رکھی اور اس سے لوگوں کو تنگی نہ پیش آ رہی ہو تو یہ حرام نہیں''۔(۴۳)

دیگر ائمہ کے نزدیک:

''اگر ذخیرہ روکے رکھنے کا مقصد یہ ہو کہ اس کو اس وقت بازار میں لائے گا جب کہ نرخ بڑھ جائے تو یہ حرام ہے چاہے اس نے اس کو ارزانی کے وقت خریدا ہو یا گرانی کے وقت۔ (۴۴)

دوسرا اختلاف اس میں یہ ہے کہ کن اشیاء کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ذخیرہ اندوزی کی حرمت صرف انسانوں کی خوراک کی اشیاء کے ساتھ مختص جانتے ہیں (۴۵)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو انسانوں کے ساتھ مال مویشیوں کی خوراک کی اشیاء کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ (۴۶)

حنابلہ کے نزدیک بھی ذخیرہ اندوزی کی حرمت غدائی اجناس کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک بادام، حلوا، شہد، تیل اور مویشیوں کے چارے کی ذخیرہ اندوزی حرام نہیں۔ (۴۷)

البتہ مالکیہ کے نزدیک ہر اس چیز کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے جس کے روکے رکھنے سے لوگوں کو تنگی پیش آ رہی ہو۔ (۴۸)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۲ھ) کے نزدیک ہر اس چیز کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے جس کے روکے رکھنے سے لوگوں کو ضرر لاحق ہو چاہے وہ غذائی مواد ہو یا سونا، چاندی اور کپڑا۔ (۴۹)

یہی قول ابن رشد المالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۲۰ھ) سے بھی منقول ہے۔ (۵۰)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) کہتے ہیں ذخیرہ اندوزی کی ممانعت میں وارد احادیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی انسانوں کی خوراک، مویشیوں کے چارے اور ان کے علاوہ تمام اشیاء ضروریہ میں حرام ہے اور بعض احادیث میں جو اناج کی تصریح ہے تو یہ مطلق روایات کو مقید نہیں کرتی۔ (۵۱)

مفتی محمد تقی عثمانی کے مطابق اناج کے علاوہ دیگر اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت حاکم وقت کی رائے کے سپرد ہے اگر وہ اس کو اناج میں ذخیرہ اندوزی جیسے ضرر کے برابر تصور کرے تو اس کو روکے ورنہ چھوڑ دے۔

آپ لکھتے ہیں:

ان حرمة احتكار الطعام ثابتة بالحديث من غير شك فكان امرا تشريعيا معمولا به إلى الأبد لان حاجة الناس إلى الطعام اكثر منها إلى غيره واما احتكار الا شياء الاخرىٰ فيفوض إلى رأى الحاكم فان رأى فى احتكارها ضررًا شديدا نظير الضرر فى الطعام منعه وإلاَّ اجازه (۵۲)

''اناج کی ذخیرہ اندوزی کی حرمت احادیث سے بلا شک ثابت ہے۔اس لیے یہ ایک شرعی حکم ہے اور اس پر ہمیشہ عمل ہوگا کیونکہ اناج کی طرف لوگوں کی حاجت دیگر اشیاء سے زیادہ ہے۔رہی دیگر اشیاء میں ذخیرہ اندوزی تو یہ حاکم کی رائے کے سپرد ہے۔اگر وہ دیکھے کہ ان اشیاء میں اناج جیسا ضرر ہے تو منع کرے ورنہ اجازت دے۔''

(۷) پانچواں اصول یہ ہے کہ بازار و منڈی میں جو لین دین اور خرید و فروخت ہو اس میں غیر مملوک اور غیر مقبوض کی بیع کی ممانعت ہو، اس لیے کہ اس طرح قمار وسٹہ کو رواج ملتا ہے جس سے اشیاء کی قیمتیں مہنگی ہو جاتی ہیں۔(۵۳)

غیر مملوک کے بارے میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی لیکن اس کے ساتھ بیع کر کے بعد میں خرید کر کے اس کے حوالہ کر دوں تو کیا یہ جائز ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((لا تبع ما ليس عندك))(۵۴)''جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اس کو نہ بیچ۔''

غیر مملوک کی بیع ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز نہیں۔ابن قدامہ رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

''غیر مملوک کی بیع کے جواز کا کوئی بھی امام قائل نہیں۔''(۵۵)

غیر مقبوض کی بیع کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے مندرجہ ذیل روایات مروی ہیں:

((عن ابن عباس ﷺ قال : قال رسول الله ﷺ من ابتاع طعاما فلا يبعه حتی یقبضه)) (۵۶)

''حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا تو وہ اس کو نہ بیچے تا آنکہ اس کو قبضہ کرلے۔''

((عن ابن عمر ﷺ انّ النبیّ ﷺ قال:من ابتاع طعاماً فلا یبعه حتی یستو فیه)) (۵۷)

''حضرت ابن عمر ﷺ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا وہ اس کو نہ بیچے حتیٰ کہ اس کو پورا پورا قبضہ کرلے۔''

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ہر قسم کی منقولی اشیاء کی بیع قبل القبض حرام ہے البتہ غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین وغیرہ کی بیع قبل القبض جائز ہے۔(۵۸)

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف اناج میں سے مکیلی اور موزونی اشیاء کی بیع قبل القبض ناجائز ہے دیگر اشیاء میں مطلقاً بیع قبل القبض جائز ہے۔ البتہ مالکیہ میں سے ابن الماجشون (المتوفی ۲۱۲ھ) اور ابن الحبیب (المتوفی ۲۳۸ھ) نے فرمایا ہے کہ بیع قبل القبض اناج کی طرح ہر مکیلی، موزونی اور معدودی اشیاء میں حرام ہے(۵۹)

امام شافعی اور حنفیہ میں سے امام محمد رحمہما اللہ (المتوفی ۱۸۹ھ) کے نزدیک ہر چیز کی بیع قبل القبض حرام ہے وہ اناج ہو یا اس کے علاوہ اور منقولی ہو یا غیر منقولی۔

آج کل بازار ومنڈی میں غیر مملوک اور غیر مقبوض کی خرید وفروخت بڑے پیمانے پر ہوتی ہے جو کہ قمار وسٹہ ہے اور جس سے مصنوعی گرانی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں:

وقد ظهرت فی زماننا حکمة اخری لهذا الحکم وهی ان البیع قبل القبض فی زماننا یحدث الغلاء فی السوق ، وکثیرا ما یفعله تجّار زماننا فی التجارة الدولیة فنشاهد الیوم ان الباخرة تجری بالبضائع من الیابان مثلاً

فيبيعه الذي يصدره إلى غيره ثم هو إلى ثان والثاني إلى ثالث وهكذا، فتجري على البضاعة الواحدة بياعات ربما تجاوز عشرة كل ذلك قبل وصول الباخرة إلى الميناء وينتج ذلك ان البضاعة التي كان قيمتها بضع روبيات في اليابان لا تصل إلى سوق بلادنا الابعد ما تصير قيمتها مائة او اكثر لان كل تاجر يشتريها قبل الوصول يبيعها بربح إلى غيره و تصير الارباع كلها بايدى تجار معدودين ويصير الغلاء نصيب العامة، ولا حول ولا قوة الا بالله، ولوانّهم عملوا بأمر النبي ﷺ لم يبيعوا البضائع حتى تصل إلى البلاد حتى يقبضونها البائع فتقل الارباع المتوسطة وترخص الاثمان في السوق. (٦١)

''ہمارے زمانے میں اس حکم کی ایک اور حکمت ظاہر ہوئی ہے اور وہ یہ کہ ''بیع قبل القبض'' بازار میں گرانی پیدا کرتی ہے۔ بین الاقوامی تجارت میں بہت سارے تاجر اس زمانے میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی سمندری جہاز سامان کو لے کر مثلاً جاپان سے روانہ ہوتا ہے تو درآمد کنندہ اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچتا ہے۔ دوسرا اسے تیسرا کے ہاتھ بیچتا ہے اور اس طرح سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ ایک ہی سامان کی کئی بار فروخت ہوتی ہے جو بسا اوقات دس بار سے تجاوز کرتی ہے۔ یہ ساری بیوع جہاز کے بندرگاہ تک پہنچنے سے پہلے ہوتی ہیں۔ نتیجتاً سامان کی قیمت جو جاپان میں چند روپے تھی وہ جب ہمارے شہروں میں پہنچتا ہے تو اس کی قیمت سو یا اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ ہر تاجر سامان پہنچنے سے پہلے نفع لے کر بیچتا ہے اور یہ سارے منافع گنتی کے چند تاجروں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور گرانی عام لوگوں کے حصہ میں آتی ہے۔ اگر یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرتے اور سامان کے پہنچنے اور بائع کا قبضہ قائم ہونے سے پہلے نہ بیچتے تو درمیانی منافع کم ہو جاتے اور بازار میں قیمتیں ارزاں ہو جاتیں۔''

(vi) بازار و منڈی کی تنظیم اور اجتماعی بہبود کے لیے اسلام کا چھٹا اصول بازار کے نرخوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی بازار میں فروخت کے لیے لائے ہوئے سامان کے نرخوں کی نگرانی کرنا، مناسب نرخ سے زیادتی کو روکنا اور جب حاجت وضرورت ہو تو اس کے لیے نرخ بندی کر کے تاجروں پر اس کو لازم کرنا تا کہ ارزانی کا وجود اور ظلم کا سد باب ہو کر عدل کے تقاضے پورے کیے جا سکیں۔

اسلام نرخوں کے بگاڑ، ان میں من مانی کرنے، تلقی رکبان اور ذخیرہ اندوزی کی تمام قسموں کو اس لیے حرام قرار دیتا ہے کہ بازار و منڈی آزاد ہو اور اس میں طلب و رسد کے فطری قوانین جاری ہوں۔ یہ وہ امور ہیں جو ولی الامر کو نرخوں کی نگرانی، بازاروں پر نظر رکھنے اور ان کے طریقہ کار کو درست کرنے کا حق عطا کرتا ہے۔ اسلام اس بات کا اہتمام کرتا ہے کہ ہر مسلمان کی آمدن حلال اور طیب ہو جو اس نے معروف طریقے اور مبنی بر عدل نرخوں کے ذریعے حاصل کیا ہو اور لوگوں کی حاجات کے استحصال اور دو چند قیمتوں کی وصولی سے پاک ہو۔ چنانچہ جب کوئی تاجر نرخوں کے عرف کے مطابق عدل وانصاف والے نرخ سے عدول کرے تو یہ حق کے دائرے سے نکل کر معاشرے کو ضرر پہنچانے والا بن گیا اس لیے نرخ بندی کر کے اس کے ہاتھ کو روکنا، عدل وانصاف کا اس کو پابند کرنا اور ضرر سے منع کرنا واجب ہوگا۔ (۶۲)

نرخ بندی (تسعیر) قدیم سے ایک نزاعی مسئلہ چلا آ رہا ہے اس لیے کہ بعض احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ (۶۳) لیکن اکثر فقہاء کرام نے عمومی مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تاجر اشیاء کی قیمتوں میں من مانی کرتے ہوں اور قیمت میں بہت زیادہ تجاوز کے مرتکب ہوں تو نرخ بندی لازم ہو گی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> **فان كان ارباب الطعام يتحكون ويتعدون عن القيمة تعد يا فاحشا وعجز القاضى عن صيانة حقوق المسلمين الابالتسعير فحينئذ لابأس به بمشورة أهل الرأى والبصيرة.** (۶۴)

> ''اگر اناج کے مالک من مانی کرتے ہوں اور قیمت سے بہت زیادہ تعدی کے مرتکب ہوں اور قاضی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت سے تسعیر کے بغیر عاجز ہو جائے تو اس وقت

اہل رائے اور اصحاب بصیرت کے مشورے سے نرخ بندی میں کوئی حرج نہیں۔''

غمز عیون البصائر میں لکھا ہے:

واجازا المالكية والحنفية للإمام تسعير الحاجيات دفعاً للضرر عن الناس بان تعدى اصحاب السلعة عن القيمة المعتادة تعد يافاحشا، فلا بأس حينئذ بالتسعير بمشورة اهل الرأى والبصر دعاية لمصالح الناس والمنع من اغلاء السعر عليهم والإفساد عليهم ومستندهم فى ذلک القواعد الفقهية لاضرر ولاضرار، والضرر يزال، ويتحمل الضرر الخاص لمنع الضرر العام. (٦٥)

''لوگوں سے ضرر کو دور کرنے کے لیے، مالکیہ اور حنفیہ نے امام کے لیے اشیاء ضروریہ کی نرخ بندی کی اجازت دی ہے۔ جب سامانِ تجارت کے مالکان عادی قیمت سے تعدی فاحش کرنے لگ جائیں تو لوگوں کی مصلحت کی رعایت کرتے ہوئے اور ان پر نرخوں کے گراں کرنے اور فساد سے منع کرتے ہوئے اہل رائے اور اصحابِ بصیرت کے مشورے سے نرخ بندی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس مسئلے میں ان کی دلیل یہ قواعد فقہیہ ہیں۔ نہ تو ضرر اٹھانا ہے اور نہ دوسروں کو ضرر پہنچانا ہے۔ ضرر کو زائل کیا جائے گا اور خاص ضرر کو عام ضرر دور کرنے کے لیے برداشت کیا جائے گا۔''

چنانچہ سعودی عرب کے چوٹی کے علماء کی مجلس ''**اللجنة الدائمة لبحوث العلمية والافتاء**'' نے نرخ بندی کے شرعی جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

ان مصلحة الناس اذا لم تتم الاّ بالتسعير فعلى ولى الأمر ان يسعر عليهم (٦٤)

''اگر لوگوں کی مصلحت نرخ بندی کے بغیر پوری نہ ہوتی ہو تو ولی الامر پر لازم ہے کہ نرخ بندی کرلے۔''

معاشِ کاروبار میں حکومت کی دخل اندازی

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح بے قید معاشی آزادی کا تصور رکھتا ہے اور نہ ہی سوشلزم کی طرح تمام ذرائع معاش کو ریاست کی اجتماعی ملکیت میں دے کر معاشی آزادی کو بالکلیہ ختم کرتا ہے۔ البتہ وہ گزشتہ ان دو قسم کی پابندیوں کو بروئے کار لانے کے لیے حکومت کو حق دیتا ہے کہ وہ دخل انداز ہو کر تمام معاشی سرگرمیوں کی نگرانی کرے اور تجارت وصنعت کو ان پابندیوں کے مطابق چلا کر معاشرے کی اجتماعی بہبود، حلال وطیب کاروبار اور بازار و منڈی کی تنظیم کو یقینی بنائے۔

گزشتہ سطور میں آنحضرت ﷺ سے جو معاشی ہدایات، تعلیمات اور ضوابط نقل کیے گئے ہیں ان کی حیثیت محض معاشی مشوروں کی نہیں بلکہ یہ احکامات آپ ﷺ نے شارع اور ولی الامر کی حیثیت سے دیئے تھے، نیز یہ احکامات اسلامی ریاست کے وجود میں آنے کے بعد جاری ہوئے تھے جس سے ان احکامات کا تعلق ریاست وحکومت سے قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

> رأيت الناس فى عهد رسول الله ﷺ اذا ابتاعوا طعاماً جزافاً يضربون ان يبيعوه فى مكانهم ذلك حتى يؤوه إلى رحالهم .(٦٧)
>
> ''میں نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ جب وہ بغیر ماپ کے اناج خریدتے اگر اسی اجگہ اس کو بیچتے تو ان کو مارا جاتا تا آنکہ وہ اس کو قبضہ کر کے گھر منتقل نہ کرتے۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سرکاری کارندے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بیع قبل القبض کے ارتکاب پر سزا دیتے تھے۔ امام نووی (التوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی بیع فاسد کا ارتکاب کرے تو ولی الامر اس کو تعزیراً جسمانی سزا دے کر بھی مار سکتا ہے۔(٦٨)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے دوران مستحق لوگوں کے لیے بیت المال کے اناج میں سے

کچھ حصہ مقرر کر کے لکھ دیا اور حضرت حکیم بن حزام ﷛ نے وہ اناج لوگوں سے خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے بیچا جس کی اطلاع حضرت عمر فاروق ﷛ کو ہوئی تو آپ ﷛ نے اس کی بیع رد کر دی اور فرمایا جس اناج کو تو نے خریدا ہو اس کو قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچ۔(۶۹)

ایک اور روایت میں امام مالک رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ مروان بن الحکم کے دورِ خلافت میں مقام جار کے اناج میں سے لوگوں کے لیے رسیدیں لکھ دی گئیں تو لوگوں نے قبضہ کرنے سے پہلے ان کی خرید و فروخت شروع کر دی زید بن ثابت اور ایک دوسرے صحابی (حضرت ابو ہریرہ ﷛) مروان کے پاس گئے اور کہا: کیا تم ربا کو حلال کر رہے ہو؟ مروان نے جواب دیا، اللہ کی پناہ کیا ہوا؟ ان صحابہ کرام نے فرمایا یہ رسیدیں ہیں جن کو خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے لوگ بیچ رہے ہیں۔ چنانچہ مروان نے اسی وقت سپاہیوں کو بھیجا جو لوگوں کے ہاتھوں سے ان رسیدوں کو لے کر مالکوں کو لوٹاتے تھے۔(۷۰)

بعض دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخفی قسموں سے لوگوں کو روکا جائے۔(۷۱)

یہیں سے اسلامی شریعت نے ولی الامر کے لیے معاشی سرگرمیوں کی نگرانی کی بنیادیں ڈال دی تھیں کہ وہ عمومی مصلحت کی حفاظت و حمایت کی خاطر افراد کی معاشی سرگرمیوں کی آزادیوں میں دخل انداز ہو اگر وہ آزادیاں معاشرے کی عمومی مصلحت کے ساتھ متصادم ہوں۔(۷۲)

نگرانی کا یہ فریضہ ولی الامر کے اس اختیار سے حاصل ہوتا ہے جو اس کو شریعت عطا کرتی ہے کہ وہ امورِ مملکت میں مصلحت عامہ کے تقاضوں کے موافق تصرف کرے اور معاشی سرگرمیوں میں دخل انداز ہو کر بازار، اس کے نظام اور نرخوں کی تعدیل کر کے عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرے جس کا ذمہ دار اس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے(۷۳)

حتی کہ بعض اوقات مصلحتِ عامہ کا تقاضہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد سے اس کی ملکیت کو زائل کر کے اس کو اس کی عادلانہ قیمت یا کرایہ ادا کر دیا جائے۔(۷۴)

بازاروں کی اس نگرانی اور معاشی تنظیمی میدان میں دخل اندازی کا یہ نظام ولایتِ حسبہ کے تحت آتا ہے۔

ولایتِ حسبہ

حسبہ کی تاریخ کا آغاز اسلام میں اس کے اوّلیں عہد سے ہے۔ آنحضرت ﷺ بعض اعمال حسبہ خود بجالاتے تھے اور بازاروں کا چکر لگا کر لوگوں کو خرید و فروخت میں ملاوٹ، کھوٹ اور دھوکے سے منع فرماتے تھے۔ (۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول ﷺ مرَّ علی صبرة طعام فأدخل يده فنالت اصابعه بللا، فقال : ياصاحب الطعام ما هذا؟ قال : اصابته السمآء يا رسول الله . قال : أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس. ثم قال : من غشّ فليس منا. (٧٦)

''آنحضرت ﷺ کا گزر اناج کے ایک ڈھیر پر ہوا جس میں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک داخل کیا تو آپ ﷺ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اناج والے یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اس کو بارش لگی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو اناج کے اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں پھر فرمایا: جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

حسبہ کے خصوصی اہتمام کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے اس کام میں بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شریک کیا تھا اوران کی تقرری بازار کے عامل کے طور پر کر دی تھی۔ جیسا کہ علی الحلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) سیرتِ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے بعد سعد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کے بازار اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے بازار کا عامل مقرر کیا تھا۔ (۷۷)

انفرادی حسبہ کی ذمہ داریاں تو مکی دَور میں بھی جاری تھیں البتہ ولایتِ حسبہ جو ریاست کا ایک ادارہ ہوتا ہے کی ذمہ داریاں مدینہ منورہ میں قیام ریاست کے بعد وجود میں آئی تھیں، کیونکہ سیاسی اختیار و اقتدار کے بعد ولایتِ حسبہ کا آغاز ایک طبعی امر ہے۔ (۷۸)

حافظ ابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) کے مطابق معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ کے

بازار میں جو مکان جاگیر کے طور پر عطا فرمایا تھا اس میں عامل سوق بیٹھا کرتا تھا۔(۷۹) یعنی دورِ رسالت میں عامل سوق کے لیے باقاعدہ دفتر ہوا کرتا ہے

ابن الاخوہ القرشی (المتوفی ۷۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ حسبہ امورِ دینیہ کے بنیادی اصولوں میں سے ہے، چونکہ اس کی صلاحیت عام اور ثواب بہت زیادہ ہے اس لیے صدرِ اسلام میں خلفاء اس ذمہ داری کو بنفس نفیس ادا کرتے تھے۔(۸۰)

عاملِ سوق کی ذمہ داریاں

اسلامی تاریخ کے تمام ادوار میں صاحب السوق، عامل السوق اور محتسب کی اصطلاحات ملتی ہیں۔ یہ تمام نام اس شخص کے ہوتے تھے جو بازاروں کی نگرانی کرتا تھا۔ اسے یہ اہتمام کرنا پڑتا تھا کہ تاجر اور اس کے کارندے مکاری سے کام نہ لیں، گاہک کو دھوکہ نہ دیں اور نہ زیادہ دام لیں۔ اسے یہ بھی دیکھنا پڑتا تھا کہ سوداگر ایسا لین دین نہ کریں جس کا تعلق حرام کاروبار سے ہو، جو تاجر منظور شدہ نرخ سے زیادہ دام وصول کرتا تھا اسے محتسب نہ صرف سمجھاتا تھا بلکہ سزا بھی دیتا تھا۔

الماوردی (المتوفی ۴۵۰ھ) نے محتسب کے اختصاصات اور ذمہ داریوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اگرچہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے، لیکن عام مسلمانوں پر یہ فرض کفایہ ہے جب کہ محتسب پر ولایتِ حسبہ کے حکم کی وجہ سے فرض عین ہے۔ لوگ اس سے ان امور کے بارے میں مدد بھی طلب کریں گے اور وہ حسبہ کی ذمہ داریوں کی بنیاد پر بیت المال سے باقاعدہ تنخواہ بھی وصول کرے گا چنانچہ محتسب بازاروں کی نگرانی کرے گا، لوگوں کو خرید و فروخت میں کھوٹ، ملاوٹ اور دھوکے سے روکے گا، وزن، ناپ تول اور کیل میں کمی اور حق تلفی کا سدِ باب کرے گا، پیشہ ور اور اہل حرفہ صنعت کی نگرانی کرے گا کہ وہ گھٹیا مال نہ بیچیں۔ اطباء، معلمین، وکلاء انجینئرز، قصابوں اور نجاریں وغیرہ کا احتساب کرے گا۔ ان میں جو امانت و دیانت والے ہوں ان کو اپنے کام پر بحال رکھے گا اور جن کی خیانت ظاہر ہو جائے ان کو کاروبار سے نکال کر باہر کر کے لوگوں میں مشتہر کرے گا تا کہ ناواقف لوگ ان سے دھوکہ نہ کھائیں۔(۸۲)

ڈاکٹر محمد کمال عطیہ لکھتے ہیں کہ اسلام نے بازار کی تنظیم کا اہتمام کر کے اس کے لیے آداب اور نظام کو وضع کیا اور محتسب یعنی عامل سوق کو یہ ذمہ داری سپرد کی کہ وہ بازاروں میں شریعت اسلامیہ کے احکامات کے نفاذ کو یقینی بنائے۔ چنانچہ اس حوالے سے محتسب کے اہم فرائض حسب ذیل ہیں:

① عام بازاروں میں آداب و اقدار کی نگرانی کرنا۔

② دھوکہ، کھوٹ، ملاوٹ، حرام عقود اور ذخیرہ اندوزی کا سدِ باب کرنا۔

③ اوزان اور ناپ تول کی نگرانی کرنا۔

④ نانبائیوں، قصائیوں اور کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرنے والوں کی نگرانی کر کے حفظانِ صحت کے اُصولوں کا خیال رکھنا۔

⑤ پانچوں نمازوں، عید و جمعہ کی نمازوں کا اہتمام کرانا۔

⑥ ان نزاعات کا فیصلہ کرنا جو بازاروں میں عموماً پیدا ہوتے ہیں۔

⑦ ضروری اشیاء کے نرخوں کی نگرانی کرنا۔

نظام حسبہ جس کو اسلام نے ایجاد کیا ہے نے نرخوں میں استحکام اور خریداروں اور فروشندوں کے درمیان رشتہ محبت و مؤدت کو پیدا کیا جو یورپ میں صلیبی جنگوں کے بعد ظہور پذیر ہوا۔(۸۳)

حواشی

۱۔ النبھانی تقی الدین، النظام الاقتصادی فی الاسلام: ۲۰، ۲۱، ۳۰
۲۔ سورۃ القصص، ۷۷
۳۔ ابن الحاج المالکی، المدخل: ۴/۹۹
۴۔ حامد محمد ابوطالب، التنظیم القضائی الإسلامی: ۱۰۱۔۱۰۳
۵۔ بسیونی، سعید ابوالفتوح محمد، الحریۃ الاقتصادیۃ فی الاسلام واثرھا فی التنمیۃ: ۳۶
۶۔ العسال وفتحی عبدالکریم، النظام الاقتصادی فی الإسلام: ۷۸
۷۔ سورۃ البقرۃ: ۱۸۸
۸۔ سورۃ المطففین: ۱۔۵
۹۔ سورۃ البقرۃ: ۲۷۵
۱۰۔ سورۃ البقرۃ: ۲۷۶
۱۱۔ نووی، ریاض الصالحین، کتاب الامور المنھی عنھا، باب النھی عن الغش والخداع: ۵/۰
۱۲۔ الخطیب ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الاول: ۲۴۴
۱۳۔ ابن قدامہ، المغنی، ۴/ ۱۶۸، المقدسی، کتاب الفروع: ۴/۱۰۰
۱۴۔ حطاب، مواھب الجلیل: ۴/۳۴۲
۱۵۔ المقدسی، کتاب الفروع: ۴/۹۴
۱۶۔ نووی، المجموع: ۱۳/ ۲۷
۱۷۔ الدردیر المالکی، الشرح الصغیر: ۳/۱۶۰، ۱۶۱
۱۸۔ ابن قدامہ، المغنی: ۴/ ۱۷۵
۱۹۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ: ۲/۲
۲۰۔ نووی، اکامل شرح المسلم: ۲/۲
۲۱۔ ابن الاثیر، جامع الاصول: ۱/ ۵۲۷
۲۲۔ نووی، المجموع: ۹/ ۲۵۸۔۱۳/ ۲۷، الدردیر، الشرح الصغیر: ۳/۹۱

۲۳۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب ابطال بیع الملامسۃ والمنابذۃ: ۲/۲/۲
۲۴۔ ابن الہمام، فتح القدیر، ۶/ ۵۵، المرغینانی، ہدایہ: ۳/ ۵۶
۲۵۔ الدردیر، الشرح الصغیر: ۳/ ۹۳
۲۶۔ العسال وفتحی عبدالکریم، النظام الاقتصادی فی الاسلام: ۷۹
۲۷۔ عبدالسمیع المصری، التجارۃ فی الاسلام: ۴۴
۲۸۔ ابن خلدون، المقدمہ: ۳۸۲
۲۹۔ العسال وفتحی عبدالکریم، النظام الاقتصادی فی الاسلام: ۸۰
۳۰۔ دیکھیے سورۃ البقرۃ: ۲۷۵، سورۃ التوبۃ: ۳۴، سورۃ الحشر: ۷
سورۃ البقرۃ: ۲۱۹، سورۃ المائدہ: ۹۰۔ ان آیاتِ کریمہ میں سود، اکتناز وارتکازِ دولت اور جوئے وقمار کو حرام قرار دیا گیا ہے۔
۳۱۔ العسال وفتحی عبدالکریم، النظام الاقتصادی فی الاسلام: ۱۷۵
۳۲۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی: ۲/ ۴
۳۳۔ الشامی، ابن عابدین، ردالمحتار؛ ۵/ ۴۴
۳۴۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، تکملۃ فتح الملہم: ۱/ ۳۳۷
۳۵۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب تحریم النجش: ۲/ ۳
۳۶۔ المواق، التاج والاکلیل: ۴/ ۳۷۷، نووی، روضۃ الطالبین: ۳/ ۴۴
۳۷۔ سورۃ الاعراف: ۸۵
۳۸۔ سورۃ الھود: ۸۴، ۸۵
۳۹۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب المساقات والزراعۃ، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات: ۲/ ۳۱
۴۰۔ ابن ماجۃ، السنن، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب: ۲/ ۷۲۸۔ ۷۲۹
۴۱۔ المصدر السابق۔
۴۲۔ ابن حجر الہیثمی، تحفۃ المحتاج: ۴/ ۲۱۷، ۲۱۸
۴۳۔ ابن قدامہ، المغنی: ۴/ ۲۴۴، ۲۴۵
۴۴۔ الطحطاوی، حاشیۃ علی الدرالمختار: ۴/ ۳۰۰، المواق المالکی، التاج والاکلیل: ۴/ ۳۸۰
۴۵۔ نووی، المجموع: ۱۳/ ۴۶
۴۶۔ الطحطاوی، حاشیۃ علی الدرالمختار: ۴/ ۳۰۰

۴۷۔ ابن قدامہ، المغنی: ۴/ ۲۴۵

۴۸۔ المواق المالکی، التاج والاکلیل: ۴/ ۳۸۰

۴۹۔ الحصکفی، الدر المختار: ۵/ ۲۸۲

۵۰۔ المواق المالکی، التاج والاکلیل: ۴/ ۳۸۰

۵۱۔ نووی، المجموع: ۱۳/ ۴۶

۵۲۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، تکملۃ فتح الملہم: ۱/ ۶۵۸، ڈاکٹر مصطفیٰ مفلح القضاۃ، ابن ابی الدنیا کی کتاب اصلاح المال کی شرح میں لکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں ذخیرہ اندوزی صرف اشیاء ضروریہ کی ہی نہیں ہوتی بلکہ صنعتی اور تجارتی اشیاء کی بھی ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے۔ جب کہ سرمایہ دارانہ نظام نے اس کو ایک عالمی رنگ دیا ہے۔ بلاشبہ اسلام جس ذخیرہ اندوزی کو حرام ٹھہراتا ہے وہ ان تمام اقسام کی ذخیرہ اندوزی کو شامل ہے جن میں حرمت کی علت یعنی معاشرے کا ضرر ثابت ہو (مصطفیٰ مفلح القضاۃ، تحقیق و دراسۃ اصلاح المال لابن ابی الدنیا: ۱۱۳)

۵۳۔ موجودہ دَور میں بازارِ حصص (Stock Exchange) اور درآمد و برآمد کی تجارت میں غیر مقبوض مبیعات کی خرید و فروخت عام ہو رہی ہے جس کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں ایک تو استحکام نہیں رہتا مزید برآں عام گرانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح زمین کے پلاٹوں میں فائلوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے جس کی زیادہ تر صورتیں غیر مملوک ہوتی ہیں۔ جس سے قیمتیں بڑھتی ہی رہتی ہیں اور غریب کیا بلکہ متوسط آمدنی کے افراد کے لیے ان تک رسائی ناممکن بنادی جاتی ہے۔ اسلام اس اصول کے تحت اس قسم کی صورتِ حال کا سدباب کرتا ہے۔

۵۴۔ نسائی، السنن، کتاب البیوع، باب بیع مالیس عند البائع: ۲/ ۲۲۵

۵۵۔ ابن قدامہ المغنی: ۴/ ۲۲۸

۵۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب مایذکر فی بیع الطعام والحکرۃ: ۲/ ۲۸۶

۵۷۔ المصدر السابق، باب بیع الطعام قبل ان یقبض و بیع مالیس عندک: ۲/ ۲۸۰

۵۸۔ السرخسی، المبسوط: ۱۳/ ۹، الزیلعی تبیین الحقائق: ۴/ ۸۰، الکاسانی، بدائع الصنائع: ۵/ ۳۰۶

۵۹۔ حطاب، مواھب الجلیل: ۴/ ۳۸۴، الدردیر، الشرح الصغیر: ۳/ ۲۰۴

۶۰۔ امام شافعی، کتاب الام: ۳/ ۷۰، اختلاف الحدیث: ۲۶۹، ۲۷۰، ابن الہمام: فتح القدیر: ۵/ ۲۶۶

۶۱۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، تکملۃ فتح الملہم: ۱/ ۳۵۴

۶۲۔ العسال و فتحی عبدالکریم، النظام الاقتصادی فی الاسلام: ۱۷۸

۶۳۔ مثلاً حضرت انس ؓ کی روایت: **غـلا السعر على عهد رسول الله ، فقالوا يا رسول الله لو سعرت؟ فقال: ان**

الـلّٰـه هـو الـخـالـق الـقـابـض الباسط الرزاق المسعر وانی لا رجو ان القی اللّٰہ ولا یطلبنی احد بمظلمة ظـلمتها اياه فی دم ولا مال (احمد بن حنبل، المسند: ۱۵/۶۴، ۶۵) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں علت نہیں تسعیر نہیں بلکہ ظلم ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نرخوں کی گرانی میں تاجروں کا ہاتھ نہ تھا بلکہ وہ طلب و رسد کی فطری قوتوں کی بنیاد پر اپنے آپ چڑھ گئے تھے، ایسے حالات میں تسعیر کی اجازت نہیں البتہ جب تاجر ظلم کرنے لگ جائیں اور قیمت مثل سے زیادہ وصول کرتے ہوں تو تسعیر نہ صرف جائز بلکہ واجب ہوگی۔ (ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الاسلام: ۶، ۷، ۷۷)

۶۴۔ المرغینانی، الہدایہ: ۴/ ۴۷۰، النسفی ابوالبرکات، کنز الدقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع: ۴۲۷

۶۵۔ الحموی، سید احمد بن محمد، غمز عیون البصائر: ۱/ ۲۵۷

۶۶۔ ھیئۃ کبار العلماء ابحاث: ۲/ ۵۰۱

۶۷۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب المساقات والمزارعۃ، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض: ۲/ ۵

۶۸۔ نووی، الکامل شرح المسلم: ۲/ ۵

۶۹۔ مالک بن انس، المؤطا، کتاب البیوع، باب العینۃ: ۲۶۴

۷۰۔ المصدر السابق

۷۱۔ ایضاً، کتاب البیوع، باب بیع الحیوان باللحم: ۲۷۱

۷۲۔ بسیونی، سعید ابوالفتوح محمد، الحریۃ الاقتصادیۃ فی الاسلام: ۳۷

۷۳۔ عطیہ، محمد کمال، نظم محاسبیۃ فی الاسلام: ۱۳۶

۷۴۔ حامد، محمد ابوطالب، التنظیم القضائی الاسلامی: ۱۱۳

۷۵۔ المصدر السابق، ۲۲، ۲۳

۷۶۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا: ۱/ ۲۹۹

۷۷۔ الحلبی، علی بن برھان الدین، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعرفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ: ۳/ ۳۶۵

۷۸۔ محمد کمال الدین، امام، اصول الحسبۃ: ۲۵

۷۹۔ العسقلانی، حافظ ابن حجر، الاصابۃ: ۳/ ۱۸۸، ۱۸۹

۸۰۔ ابن الاخوۃ القرشی، معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ: ۷

۸۱۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، عنوان حسبہ: ۸/ ۱۸۷۔۱۹۲

۸۲۔ الماوردی، الاحکام السلطانیۃ: ۲۴۰، ۲۴۳، ۲۵۸

۸۳۔ عطیہ، محمد کمال، نظم محاسبیۃ فی الاسلام: ۱۳۷

مصادر و مراجع

۱. احمد بن حنبل الامام (المتوفیٰ ۲۴۱ ھ) المسند، الفتح الربانی ترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، دارالشھاب القاھرہ، ت. ن.

۲. ابن الاخوۃ، محمد بن محمد بن احمد القرشی، (المتوفیٰ ۷۲۹ھ) معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ، مطبعۃ دارالفنون، کیمبرج، ۱۹۳۷ م

۳. بخاری، امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل الجعفی (المتوفیٰ ۲۵۶ھ) الجامع الصحیح، وفاقی وزاراتِ تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۵ م

۴. بسیلونی، سعید ابو الفتوح محمد، الحریۃ الاقتصادیۃ فی الاسلام واثرھا فی التنمیۃ، دارالوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، المنصورہ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۸۸ م

۵. ابن تیمیہ، شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی، الحسبۃ فی الاسلام، مکتبہ ابن تیمیہ، الطبعہ الثالثہ، ۱۴۰۳ ھ

۶. ابن الحاج المالکی، عبد اللہ بن محمد بن سلیمان القرطبی (المتوفیٰ ۹۱۴ھ) المدخل، دارالفکر، بیروت، ت.ن

۷. حامد محمد ابو طالب، التنظیم القضائی الاسلامی، مطبعۃ السعادۃ، مصر، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۸۲ م

۸. ابن حجر الھیثمی، شھاب الدین احمد (المتوفیٰ ۹۷۴ھ) تحفۃ المحتاج بشرح المنھاج مع الحواشی للشیخ عبد الحیمد الشروانی والشیخ احمد بن قاسم العبادی، دارصادر، ت.ن.

۹. الحصکفی، علاء الدین محمد بن علی الحسنی العباسی (المتوفیٰ ۱۰۸۸ھ) الدرالمختار شرح تنویر الابصار علی ھامش رد المحتار، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، الطبعہ الثانیہ، ۱۴۰۴ ھ

۱۰. الحلبی، علی بن برھان الدین الشافعی (المتوفیٰ ۱۰۴۴ھ) انسان العیون فی سیرۃ الامین الامامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ، الطبعۃ الازھریۃ المصریۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۲۰ھ

۱۱. الحموی، سید احمد بن محمد، غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۸ھ

۱۲. الخطیب ، ولی الدین محمد بن عبد الله التبریزی ، مشکوٰۃ المصابیح ، قدیمی کتب خانه ، کراچی ، ۱۳۶۸ھ

۱۳. ابن خلدون ، عبد الرحمن بن محمد الخضرمی (المتوفیٰ ۸۰۸ھ) المقدمه ، مؤسسة جمال للطباعة والنشر ، بیروت، ت.ن.

۱۴. دائره معارف اسلامیة ، اُردو ، دانش گاه ، پنجاب ، لاهور . طبع اول : ۱۹۷۳م

۱۵. الدردیر المالکی ، ابو البرکات احمد بن محمد بن محمد احمد (المتوفیٰ ۱۲۰۱ھ) الشرح الصغیر علی اقرب المسالک ، إلی مذهب الامام مالک و بالهامش حاشیة علامة الشیخ احمد بن محمد الصاوی المالکی ، دار المعارف ، مصر ، ت.ن

۱۶. الزیلعی ، فخر الدین عثمان بن علی الحنفی ، (المتوفیٰ ۷۴۳ھ) ، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ، المطبعة الکبریٰ الامیریة ، مصر ، ۱۳۱۴ھ

۱۷. السرخسی ، شمس الدین محمد بن محمد (المتوفیٰ ۷۱ھ) ، المبسوط ، دار المعرفة ، بیروت ، الطبعة الثالثة ، ۱۹۷۸م

۱۸. الشافعی ، امام ابو عبد اللّٰه محمد بن ادریس (المتوفیٰ ۲۰۴ھ) اختلاف الحدیث بروایة الربیع بن سلیمان الوادی (المتوفیٰ ۲۷۰ھ) مؤسسة الکتب الثقافیة، ۱۹۸۵م)

۱۹. الشافعی ، کتاب الام ومعه مختصر المزنی ، دارالفکر ، بیروت ، ۱۹۸۳م

۲۰. الشامی ، محمد امین بن عابدین ،(المتوفیٰ ۱۲۵۲ھ) رد المحتار علی الدر المختار ، مکتبهٔ ماجدیه ، کوئٹه ، ۱۴۰۴ھ

۲۱. الطحطاوی ، سید احمد بن محمد بن الحنفی (المتوفیٰ ۱۲۳۱ھ)

۲۲. عبد السمیع المصری ، التجارة فی الاسلام ، مکتبة و هبة ، مصر ، ۱۹۸۶م

۲۳. عثمانی ، مفتی محمد تقی ، تکملة فتح الملهم ، مکتبه دارالعلوم ، کراچی ، الطبعة الثانیة ، ۱۴۰۷ھ

۲۴. العسال ڈاکٹر احمد محمد وفتحی ، ڈاکٹر احمد عبد الکریم ، النظام الاقتصادی فی الاسلام ، دارغریب للطباعة ، القاهرة ، الطبعة الثالثة، ۱۹۸۰م

۲۵. العسقلانی ، حافظ ابن حجر شهاب الدین احمد بن علی بن محمد ، (المتوفیٰ ۸۵۲ھ) الاصابة فی تمییز الصحابة ، مکتبهٔ مؤئد ، مصر ، ت. ن

٢٦. عطيه، ڈاکٹر محمد کمال، نظم محاسبية فى الاسلام، دارالنشر للجامعات المصرية، القاهرة، ۱۹۷۷م

۲۷۔ ابن قدامة، ابو محمد عبد الله احمد بن محمد (المتوفیٰ ٦٢٠ھ) المغنى شرح مختصر الخرفى، مكتبة الرياض الحديثة، رياض ۱۹۸۱م

۲۸. الكاسانى، علاء الدين ابى بكر بن مسعود (المتوفیٰ ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، مكتبة رشيديه، كوئٹه، الطبعة الاولى، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰م

۲۹. ابن ماجه، الامام الحافظ ابو عبد اللّٰه محمد بن يزيد القزوينى، السنن، دارالكتب الحديثه، رياض، ت.ن

۳۰. مالک بن انس الاصبحى الامام، (المتوفیٰ ۱۷۹ھ) المؤطا برواية يحي بن يحي الليثى، رئاسة ادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد، سعودی عرب، الطبعة السابعة، ۱۹۸۲م

۳۱. الماوردى، ابو الحسن على بن محمد بن حبيب البصرى البغدادى، (المتوفیٰ ۴۵۰ھ) الاحكام السلطانيه، رئاسة الثقافة والنشريات لمنظمة الطلابية لحركة الانقلابية الافغانية، ۱۴۱۲ھ

۳۲۔ المرغینانی، ابوالحسن برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل (المتوفی ۵۹۳ھ)
الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، وفاقی وزارتِ تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۳۳۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، وفاقی وزارتِ تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۳۴. مصطفى القضاة، تحقيق و دراسة اصلاح المال لابى بكر بن ابى الدنيا، دار صادر، ۱۹۹۰م

۳۵. المقدسى، شمس الدين ابو عبد اللّٰه محمد بن مفلح، (المتوفیٰ ۷۶۳ھ) كتاب الفروع عالم الكتب، بيروت، ۱۹۸۵م

۳۶. المواق المالكى، محمد بن يوسف العبدرى الاندلسى، التاج والاكليل لمختصر خليل، مكتبة النجاح، طرابلس، ليبيا، ت.ن

۳۷. النبهانى، تقى الدين، النظام الاقتصادى فى الاسلام، دارالامة للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة الرابعة، ۱۹۹۰م

۳۸۔ النسائی، ابوعبدالرحمٰن، السنن، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ت۔ن

۳۹۔ النسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود، (المتوفی ۷۱۰ھ) کنز الدقائق، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ت۔ن

۴۰۔ نووی، ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف الدمشقی (المتوفی ۶۷۶ھ)
روضة الطالبين ، المكتب الاسلامی للنشرو الطباعة ، ت.ن.
۴۱۔ نووی، ریاض الصالحین، میر محمد کتب خانہ کراچی، ۱۹۷۲ء م
۴۲. نووی ، الكامل شرح صحيح المسلم ، وفاقی وزارتِ تعلیم ، اسلام آباد . ۱۹۸۵م
۴۳. نووی ، المجموع شرح المهذب ، دارالفكر ، بيروت ، ت.ن.
۴۴. ابن الهمام ، كمال الدين محمد بن عبد الواحد ، (المتوفىٰ ۸۶۱ھ) فتح القدير شرح الهداية ، المكتبة النورية رضوية ، سکھر ، ت.ن
۴۵. هيئة كبار العلماء ، ابحاث ، داراولیٰ النهیٰ ، الرياض، الطبعة الثانية ، ۱۹۹۲م